جاہلی شاعر۔ زُهَيْرٌ۔ زہیر بن ابوسلمہ ان کا شمار جاہلیت کے حکیم شعراء میں ہوتا ہے۔ بِتْلَةٌ۔ چادر کمبل ج اکسیاً (جس سے دنیا سے لاتعلقی ظاہر ہو) تَسَجُّ۔ اوڑھنا۔ الفِراشُ۔ بستر (ج) اَفْرِشَةٌ۔ وفُرُوشٌ۔

سلیس ترجمہ :۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ معاون اور ساتھی ان کے علاوہ دوسرے شہروں میں ہوگئے ہیں اور ان کے مہاجر ساتھیوں کا ان کی جانب جاتا دیکھا سمجھ گئے کہ وہ لوگ کسی گھر میں اترے ہیں اور وہ ان سے قوت پاگئے ہیں تو وہ رسول اللہ ﷺ کی چڑھائی کو اپنی جانب ڈرے اور سب پر جانے کی آپ نے سب کو قریش سے لڑائی کیلئے اکٹھا کیا ہے تو سب دارالندوہ (مشورے کا گھر) میں اکٹھا ہوئے (یہ قصی بن کلاب کا وہی گھر تھا کہ قریش کسی معاملے کا فیصلہ اسی میں کرتے تھے) مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے کیا کریں جب وہ لوگ ڈر گئے۔ جب سب اس کیے لئے اکٹھا ہوئے اور تیار ہوئے کہ دارالندوہ میں رسول اللہ کے معاملے میں مشورہ کیلئے داخل ہوں اسی دن کی صبح جس دن کو تیار ہوئے تھے اس دن کو ''یوم الزحمۃ'' کہتے تھے۔ تو ان میں ابلیس ایک عظیم شیخ کی شکل میں ٹپک پڑا۔ اس پر ایک چادر تھی دروازے پر کھڑا ہوا جب سبھوں نے اس کو دروازے پر کھڑا دیکھا تو کہا کون بزرگ ہیں ابلیس نے کہا ایک نجدی بڈھا وہ بات سنی جس کے لئے تم سب تیار ہوئے تو تمہارے ساتھ موجود ہوا تاکہ تمہاری باتیں سن سکے۔

اور عنقریب تمہیں رائے اور نصیحت سے محروم نہ رکھے گا سب نے کہا ٹھیک ہے تو پھر آجاؤ چنانچہ ابلیس ان کے لوگوں کے ساتھ (دارالندوہ میں) داخل ہوا اور اس میں سرداران قریش جمع ہو چکے تھے۔ تو ان میں سے بعض نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کا معاملہ وہ ہے جو تم لوگوں نے دیکھا تو باخدا ہم اپنے اوپر اس کے حملے سے بے خوف رہ سکتے کیونکہ

ہمارے اغیار اس کے متبع ہوگئے ہیں تو سب لوگ اپنی اپنی رائے دو، راوی کا کہنا ہے کہ سب لوگ مشورہ کرنے لگے۔

پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کو لوہے میں جکڑ کر قید کر دو اور دروازہ بند کر دو پھر اس مصیبت کی زندگی کرو جو اس کے ہم مثل شعرا کو جو اس سے قبل تھے یعنی زہیر نابغہ وغیرہ کو پہونچ چکی ہے۔ اور جو لوگ ان میں سے موت کے گھاٹ اتر چکے تاکہ اسکو بھی وہی سزا مل جائے جو انھیں مل چکی ہے۔ تب شیخ نجدی نے کہا باخدا یہ تمہاری کوئی رائے ہے باخدا اگر تم اسے قید کر دو جیسا کہ تم لوگ کہہ رہے ہو تو بھی ضرور اس کا معاملہ اس دروازے کے پیچھے سے اس کے ساتھیوں تک پہونچ جائیگا جس کو تم نے اس کے قریب بند کر دیا ہے تو عنقریب وہ تم پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ تو اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھین لیں گے پھر تم پر کثیر ہو کر تمہارے معاملے پر غالب آجائیں گے۔ یہ کوئی رائے تو اس کے علاوہ کوئی تدبیر سوچو پھر ان لوگوں نے مشورہ کیا تو میں سے ایک نے کہا کہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں اور اسے اپنے شہروں سے روک دیں تو جب وہ ہم میں سے نکل جائے گا تو باخدا ہمیں کوئی فکر نہ ہوگی کہ کہاں گیا اور کہاں پہونچا جب وہ ہم سے اوجھل ہو جائے گا اور ہم فارغ ہو جائیں گے تو ہم اپنے معاملے کو درست کرلیں گے اور اپنی الفت صحیح کرلیں گے جیسی کی تھی۔ تو شیخ نجدی نے کہا باخدا یہ بھی تمہاری کوئی رائے ہے کیا تم لوگوں نے اس کی خوبیٔ گفتار اور شیریں کلامی نہ دیکھی اور اس کے اس غلبہ کو جو لوگوں کے دلوں پر حاصل کر لیتا ہے باخدا اگر لوگوں نے ایسا کیا تو اس بات سے محفوظ نہ رہ سکو گے کہ وہ عرب کے کسی بھی قبیلے میں گھس جائیگا تو اس طرح تم پر غالب آجائے گا اپنی بات چیت سے یہاں تک کہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگیں گے پھر وہ ان کو لیکر تم پر حملہ کر دے گا اور تمہیں تمہارے شہروں میں کچل ڈالے گا اور معاملہ تمہارے ہاتھ سے چھین لے گا پھر تمہارے ساتھ جو سلوک چاہے گا کرے گا اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر سوچو راوی نے کہا تو ابو جہل بن ہشام بولا باخدا اس سلسلے میں میری ایک رائے ہے میں دیکھتا کہ اس کے بعد تم کسی اور فکر میں پڑو گے سب نے کہا اور وہ رائے کون سی ہے اے ابوالحکم اس نے کہا کہ میری رائے ہے کہ ہم لوگ ، ، قبیلے سے ایک ایک تندرست صاحب نسب وجیہہ نوجوان

جبیں اور ان میں سے ہر جوان کو ایک ایک ننگی تلوار دے دیں پھر سب اس پر (یک بارگی) حملہ کریں یہاں تک کہ ایک ہی وار میں اسے قتل کر دیں۔ تو ہم اس سے چھٹکارہ پا جائیں گے۔ اس لئے کہ جب لوگ کرلیں گے تو ان کا خون سارے قبائل پر بٹ جائے گا تو عبد مناف کے لوگ سارے قبائل سے ایک ساتھ لڑنے پر قادر نہ ہوسکیں گے پھر (مجبوراً) ہم سے دیت پر صلح کرلیں گے تو ہم سب اس کی دیت دے دیں گے راوی کا کہنا ہے کہ تب شیخ نجدی نے کہا کہ بات تو وہی جو اس مرد نے کہی یہ وہ رائے ہے جس سے بہتر کوئی نہیں اس پر قوم کفار اٹھکر چلی گئی اور وہ اسی پر متفق تھے تو جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا آج کی شب آپ اپنے اس بستر پر نہ سوئیں جس پر سویا کرتے تھے تو جب کچھ رات گذری سارے کفار دروازے پر اکٹھا ہوگئے اور انتظار کرنے لگے کہ وہ سو جائیں حملہ کریں جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں موجود دیکھا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز خضرمی چادر اوڑھ لو اور اسی میں سو جاؤ تو تمہیں ہرگز ایسی شئی در پیش نہ آئیگی جسے تم ناپسند کرو اور نبی ﷺ اپنی اسی چادر میں سوتے تھے جب بھی سوتے۔ راوی کا کہنا ہے کہ جب سب اکٹھا ہوگئے اور ان میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا اور کفار نبی ﷺ کے دروازے پر جمع ہیں کہ محمد ﷺ کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ ان کے حکم کی پیروی کرو گے تو عرب عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے پھر تم لوگ اپنی موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے اردن کی طرح جنت بنائی جائیگی اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارے درمیان قتال ہوگا پھر اپنی موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے آگ بنائی جائے گی جس میں تم جلائے جاؤ گے راوی کہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ ان پر گذرے اور ایک مٹھی مٹی اپنے ہاتھ میں لیا پھر فرمایا میں کہتا ہوں کہ تو ایک ہے اور اللہ نے ان کی نظروں پر پردہ ڈال دیا تو وہ لوگ آپ کو نہ دیکھ سکے پھر آپ مٹی ان کے سروں پر ڈالتے اور سورہ یٰسین کی یہ آیتیں تلاوت کرنے لگے۔ **یٰسین ۰ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم ۰ فاغشیناھم فھم لایبصرون** تک یہاں تک کہ نبی ﷺ ان آیتوں سے فارغ ہوئے اور کوئی کافر نہ بچا تھا جس کے سر میں مٹی نہ پڑگئی ہو پھر تشریف لے گئے

جہاں جانا چاہتے تھے پھر ایک آنے والا دن میں (کفار) کے پاس آیا جو ان میں سے نہیں تھا کہا یہاں کیا انتظار کرتے ہو سب نے کہا محمد ﷺ کو اس نے کہا اللہ تمہیں رسوا کرے باخدا تم میں سے محمد ﷺ نکل گئے پھر تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس کی سر میں مٹی ڈال دیا اور اپنی قدرت کیلئے چلے تو تم کیوں نہیں دیکھتے جو تمہارے ساتھ ہے راوی نے کہا پھر ہر ایک نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا تو اتفاق سے سب کے سر پر مٹی ہے پھر تلاش کرنے لگے تو دیکھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بستر پر رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے ہوئے تو کہنے لگے کہ باخدا یہ محمد ﷺ ہی ہیں جو اپنی چادر اوڑھ کر سو رہے ہیں تو وہ نہیں گئے یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو حضرت علی بستر سے اٹھے تو سب نے کہا خدا کی قسم اس نے سچ کہا جس نے ہم سے بیان دیا (سیرت ابن ہشام ج ۲)۔ ☆

دشمن کی گواہی

حل لغات:۔ قَیْصَر۔ روم کا بادشاہ دِحیۃ کلبی۔ ایک صحابی رسول۔ حِمْص۔ حلب اور دمشق کے درمیان ایک مشہور شہر۔ ایلِیَا۔ بیت المقدس کے شہر کا نام۔ اثر۔ (ن۔ض) عن القوم نقل کرنا۔ سَجْلٌ (ج) سِجَال۔ ڈول۔ اللَّغَط۔ ج اَلْغَاطٌ شور شرابا۔ اَمِرَ۔ (س) بہت ہونا، بڑا ہونا۔ مَلِكُ بنوالا صفر۔ مراد قیصر ہے۔

سلیس ترجمہ:۔ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ سے مروی ہے وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کو دعوت اسلام دیتے ہوئے خط لکھا اور اس خط کو دحیہ کلبی کے ساتھ قیصر کے پاس بھیجا اور انہیں (دحیہ) اللہ کے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ یہ خط والی بصرہ کو دے تاکہ والی بصرہ اسے قیصر کو دے دیں۔ اور قیصر کا یہ حال تھا کہ جب اللہ نے اسکے لشکر کو فارس پر فتح دی تو وہ حمص سے ایلیاء چلا آیا شکریے میں اس کے جس میں اللہ نے اسے مبتلا کیا تھا۔ تو جب قیصر کو رسول اللہ ﷺ کا خط یہو

نحچاپڑھنے کے بعد کہا، یہاں میرے لیے کسی ایسے شخص کو کرو جو (نبی) کی قوم کا ہو کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کرسکوں حضرت ابن عباسؓ نے کہا تو مجھے ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ اس وقت وہ (ابوسفیان) شام میں قریش کے ان چند لوگوں میں شامل تھے۔ جو بغرض تجارت اسی مدت میں وہاں آتے تھے جس میں (معاہدہ صلح) تھا رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان، حضرت ابوسفیان نے کہا کہ مجھے قیصر کے قاصد نے شام کے کسی حصے میں پالیا پھر مجھے اور میرے ساتھیوں کو لے چلا یہاں تک کہ ہم لوگ ایلیاء آگئے پھر ہمیں اس کے پاس پیش حاضر کیا تو وہ اپنے تخت سلطنت پر بیٹھا ہے اور اس پر تاج ہے اور اس کے ارد گرد روم کے بڑے بڑے لوگ ہیں۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ ان میں کا کون اس شخص (نبی) سے نسب میں زیادہ قریب ہے جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں سب میں اس سے زیادہ قریب ہوں نسب میں اس پر (قیصر نے) اس سے کہا کہ تمہارے اور اسکے مابین کون سا رشتہ ہے تو میں نے کہا کہ وہ میرے چچیرے بھائی ہیں اور آج سواروں میں کوئی شخص میرے علاوہ قبیلہ عبد مناف میں سے نہیں ہے قیصر نے کہا اس کو مجھ سے قریب کرو اور میرے ساتھیوں کو حکم دیا تو ان کو میرے پیٹھ کے پیچھے میرے کندھے کے پاس کردیا پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہو کہ میں اس شخص سے اس کے بارے میں کچھ پوچھنے والا ہوں جو بیان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اسے جھٹلانا۔ ابوسفیان نے کہا باخدا اگر حیا مانع نہ ہوتی اس دن اس بات سے کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ نقل کریں گے تو ضرور میں اس سے جھوٹ بولتا جس وقت اس نے مجھ سے پوچھا اور لیکن میں نے شرم کیا کہ مجھ سے جھوٹ نقل کریں گے۔ تو میں سچ بولا پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ تمہارے درمیان اس شخص کا نسب کیسا ہے (ابو سفیان کہتے ہیں کہ) میں نے کہا وہ ہم میں اچھے نسب کے ہیں کہا تو کیا تم میں سے کسی نے ان سے

پہلے یہ بات کہی ہے میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا کیا تم اس پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے اس کے اس قول سے پہلے میں نے کہا نہیں، کہا کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا میں نے کہا کہ نہیں، کہا کہ تو قوم کے معزز افراد ان کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور لوگ میں نے کہا کمزور لوگ۔ کہا کہ وہ (اتباع کرنے والے) بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں میں نے کہا بڑھ ہی رہے ہیں۔ کہا کہ تو کیا کوئی اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین سے ناراض ہو کر پھر (بھی) جاتا ہے میں نے کہا نہیں۔ کہا کہ تو کیا وہ غدر (بدعہدی) کرتا ہے میں نے کہا نہیں۔ اور ہاں اب جب کہ اس زمانے میں ہم یہاں ہیں تو ہمیں اس کی بدعہدی کا خطرہ ہے۔

ابوسفیان نے کہا کہ مجھ سے کوئی ایک ایسی بات نہ ہو سکی جس کو میں اس لئے اس میں ملا دیتا کہ ان کی تنقیص کرسکوں مگر مجھے یہ ڈر تھا کہ وہ بات مجھ سے نقل کی جائے گی سوائے اس بات کے پھر ترجمان نے کہا کیا تم نے اس سے جنگ کی اور اس نے تم سے جنگ کیا میں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا تو تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال رہا میں نے کہا ڈول کی طرح (برابر برابر) ایک بار وہ ہم پر غالب آتے تھے دوبارہ ہم ان پر غالب آتے تھے۔ پھر ترجمان نے کہا وہ (کیا) کسی چیز کا تمہیں حکم دیتا ہے۔ تو کہا ہمیں وہ یہ حکم دیتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں ان کی عبادتوں سے روکتا ہے جنہیں ہمارے آباؤ اجداد پوجتے تھے اور ہمیں نماز، صدقہ، پارسائی ایفاء عہد اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے تو قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا جس وقت میں نے یہ سب کہا کہ اس سے (ابوسفیان) سے کہو کہ میں نے تم سے اس کی نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے کہا وہ صاحب نسب ہے اور رسولوں کا حال یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے قومی نسب میں مبعوث ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے یہ بات پہلے بھی کہی ہے تو تم نے کہا نہیں تو میں نے سوچا کہ اگر یہ بات تم میں اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں

کہتا کہ یہ شخص اس بات کی اقتداء کرتا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم اس پر اس کے یہ کہنے سے جھوٹ سے متہم کرتے تھے تو تم نے کہا نہیں تو میں نے جان لیا کہ وہ ایسا نہیں کہ لوگوں پر جھوٹ باندھے اور اللہ پر جھوٹ باندھے؟ اور میں نے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تو تم نے کہا نہیں تو میں نے کہا اگر اس کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ وہ اپنے آباء کی بادشاہت طلب کرتا ہے اور میں نے پوچھا کہ شرفاء اس کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور لوگ تو تم نے بتایا کہ کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے اور یہی لوگ رسول کے متبع ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ (متبعین) بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو تم نے بتایا کہ وہ لوگ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے تاوقتیکہ پورا ہو جائے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی اس کے دین سے اس میں داخل ہونے کے بعد ناراض ہو کہ پھر جاتا ہے تو تم نے کہا نہیں اور یہی حال ایمان کا ہوتا ہے کہ جب اس کی تازگی دلوں میں گھر کر جاتی ہے تو کوئی اس سے نہیں پھرتا۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ بدعہدی کرتا ہے تو تم نے کہا نہیں اور رسول اسی طرح ہوتے ہیں وہ بدعہدی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کبھی تمہاری اس کی جنگ ہوئی تو تم نے بتایا کہ جنگ ہوتی ہے اور یہ کہ تمہاری اور اس کی لڑائی مانند ڈول کے ایک بار وہ تم پر ڈالتا تھا اور دوبارہ تم اس پر ڈالتے تھے اور ایسے ہی رسل آزمائے جاتے ہیں اور آخر کار انجام انہیں کے ہاتھ ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ حکم کیا دیتے ہیں تو تم نے بتایا کہ وہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تم کو روکتے ہیں ان سے جن کی عبادت تمہارے آباء واجداد کرتے تھے اور تمہیں نماز، صدقہ، پاکدامنی، اور ایفاء عہد اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور کہا کہ نبی کی یہی صفت ہوتی ہے میں سمجھ رہا تھا کہ وہ تم سے الگ ہے اور میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ وہ تمہیں لوگوں میں سے ہے اور اگر یہ سب صحیح ہے جو تم نے کہا تو عنقریب وہ (نبی) وہ ہمارے ان دونوں قدموں کی جگہوں کا مالک بن جائے گا اور اگر مجھے یہ امید ہوئی کہ اس تک راہ پا جاؤں گا تو ان

کی ملاقات کا اہتمام کرتا اور اگر ان کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھلتا ابو سفیان نے کہا پھر قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا خط طلب کیا پھر وہ پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل قیصر روم کو سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے، ہدایت کے بعد تو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لاؤ سلامت رہو گے اسلام لاؤ گے تو اللہ تمہیں دوگنا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر اس سے اعراض کرو گے تو تم پر دو عظیم جماعتوں کا گناہ ہوگا اور اے اہل کتاب آؤ اس کلمہ کی جانب جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ کہ ہم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کا کوئی کسی کو رب نہ مان لے خدا کے علاوہ تو اگر تم پھر گئے تو کہو اور گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلم ہیں ابو سفیان نے کہا اس نے جوں ہی اپنی بات پوری کی تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں جو قیصر کے پاس روم کے عمائدین تھے اور کافی شور و غل ہونے لگا پھر مجھے نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہمیں نکلنے کا حکم ہوا اور ہم نکل گئے تو جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور تنہا ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ ابن ابو کبشہ کا معاملہ بڑھ گیا یہ (ہرقل) قبیلہ بنی اصفر کا بادشاہ ہے اور اس سے ڈرتا ہے ابو سفیان نے کہا میں اس یقین کے ساتھ ذلیل ہو رہا تھا کہ اس کا معاملہ عنقریب ظہور پذیر ہوگا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام کو داخل فرما دیا جب کہ میں اسے ناپسند کر رہا تھا اور ایک دوسری روایت میں ہے زہری نے کہا ہرقل نے روم کے اکابر کو بلوایا ان کو اپنے ایک گھر میں مجتمع کیا اور کہا اے اہل روم کیا تم سب فلاح اور دائمی ہدایت چاہتے ہو اور تمہارا ملک باقی رہے، راوی کا کہنا ہے کہ اس پر اہل روم جنگلی گدھوں کی طرح چیخ پڑے دروازوں تک (گئے) اتفاق سے دروازہ بند پایا پھر ہرقل نے کہا سب کو میرے پاس بلاؤ تو کہا کہ میں نے تو تمہاری دین پر شدت کی آزمائش کی تھی تو اب میں نے تم کو وہ دیکھا جس کی مجھے خواہش تھی تو سب نے اسے سجدہ کیا اور راضی ہو گئے۔ ☆

(بخاری۔ ج۲)

احسان اور بخشش

حل لغات:۔ عَمَّرَكَ الله یعنی خدا سے دعا گو ہوں کہ تمہاری عمر دراز کرے۔ مُمْلِقٌ۔ اسم فاعل از افعال مفلس۔ فُرُوْعٌ۔ واحد ڈالی۔ شاخ، مَذَاقٌ۔ مزہ۔ اَلْوَجْهُ ج وُجُوْه۔ چہرہ۔

سلیس ترجمہ:۔ (۱) کیا تو نہیں جانتی اے (اہلیہ) وہ اللہ تیری عمر دراز کرے کہ میں اس وقت سخی ہوں جب سخی کم ہوں۔

(۲) اور جب مجھے محتاج سخی کہا جائے تو رسوا نہیں ہوتا ہوں البتہ رسوا جب ہوتا ہوں جب مجھے بخیل کہہ دیا جائے۔

(۳) جب میں دراز قد لوگوں میں ہوتا ہوں تو بخشس کی وجہ سے ان سے اتنا بڑھ جاتا ہوں کہ مجھے لمبا کہا جانے لگتا ہے۔

(۴) اور اجسام کی درازی اور خوبصورتی میں اس وقت تک کوئی بھلائی نہیں جب تک کہ جسموں کی خوبصورتی کو عقلیں نہ آراستہ کریں۔

(۵) اور بہت ساری لمبی شاخوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ مر رہی ہیں جب تک انہیں جڑیں زندہ نہ رکھیں۔

(۶) تو اگرچہ میرا جسم طویل نہیں ہے لیکن اس تک میری پہونچ اچھے کاموں کے ذریعہ ہے۔

(۷) میں نے کوئی چیز بخشش کی طرح نہیں دیکھا اس کا مزہ میٹھا اور اس کی صورت حسین ہے۔

ابن طاؤس اور منصور

حل لغات:۔ (۱) اِبْنُ طَاؤُوسٍ۔ عبداللہ بن کیسان ہمدانی یمن کا مشہور فقیہ (۲) منصور۔ ابو جعفر منصور بنی عباس کا دوسرا خلیفہ۔ (۳) النِّطْعُ ج أَنْطَاعٌ چمڑے کا فرش۔ (۴) الجِلْوَاز (بالکسر) جلاد۔ (ج) جَلَاوِزَةٌ (۵) اِرَمُ یہ کلمہ غیر منصرف ہے۔ (۶) ذَاتِ العِمَادِ خانہ بدوش۔ (۷) اسود سکوت لمبا ہونے سے کنایہ ہے۔

سلیس ترجمہ:۔ حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ابو جعفر منصور نے مجھے اور ابن طاؤس کو بلاوا بھیجا تو ہم لوگ اس کے پاس آئے اور داخل ہوئے وہ ایک مزین فرش پر بیٹھا تھا اور اس کے سامنے چمڑے کے فرش (جس پر قتل کیا جاتا ہے) بچھے تھے اور کچھ جلاد تھے جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں وہ گردن مارتے تھے تو اس نے ہم لوگوں کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک ہم سے چپ رہا (سر جھکائے رہا) پھر سر اٹھایا اور ابن طاؤس کی جانب متوجہ؛" اور ان سے کہا اپنے باپ کی روایت سے کچھ بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس شخص پر ہوگا جسے اللہ نے حکومت عطا فرمائی تو اس نے اس کے عدل میں ظلم کی آمیزش کی۔

تو تھوڑی دیر چپ رہا۔ امام مالک نے کہا میں نے اپنے کپڑے کو اس ڈر سے سمیٹ لیا کہ وہ مجھے اس کے خون سے بھر دے گا۔ پھر ان کی جانب ابو جعفر متوجہ ہوا اور بولا اے ابن طاؤس مجھے نصیحت کرو آپ نے کہا ہاں اے امیر المومنین بلاشبہ اللہ عز وجل فرماتا ہے "الم تر کیف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد وثمود الذین جابو الصخرة بالواد وفرعون ذی الاوتار الذین طغوا فی البلاد فاكثروا فيها

الفساد فصب علیهم ربك سوط عذاب ان ربك لبا المرصاد" امام مالک نے کہا کہ پھر میں اپنے کپڑے اس کے کپڑے سے سمیٹنے (الگ کرنے) لگا اس ڈر سے کہ میرا کپڑا اس کے خون سے رنگین ہوجائے گا تو تھوڑی دیر رکا رہا یہاں تک کہ ہمارے اور اس کے درمیان معاملہ (ٹھنڈا ہوگیا یعنی دیر تک خاموشی کا سلسلہ رہا) سرد پڑ گیا پھر کہا اے ابن طاؤس! مجھ یہ دوات دیجئے تو وہ رکے رہے پھر کہا مجھے یہ دوات دیجئے پھر رکے رہے۔ تو کہا کون سی چیز تمہیں اس بات سے منع کرتی ہے کہ مجھے دوات دو انہوں نے کہا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تو اس سے اللہ کی نافرمانی لکھے گا تو میں اس میں تیرا شریک رہوں گا جب اس نے یہ سنا تو کہا تم دونوں میرے پاس سے اٹھ (کر چلے) جاؤ ابن طاؤس نے کہا اس دن ہم لوگ یہی چاہتے تھے حضرت مالک نے کہا اسی دم سے میں ہمیشہ ابن طاؤس کی فضیلت کا معترف رہا۔

(الجزء الاول من العقل جعفرید)

کریم نجاشی شاہ حبش

حل لغات:۔ (۱) النجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب (۲) اِستَطرَفَ۔ انوکھا و نادر سمجھنا (۳) الاَدمُ اسم جمع چمڑا (۴) البِطرِیقُ رومیوں کا جرنیل (۵) ضَوَیٰ پناہ لینا رات کو آنا (ض) (۶) اِخضَلَّت تر ہونا (۷) خَضرَاءُ خضراء القوم سردار (۸) نَخَرَ (ض، ن) وتنافر خراٹے لینا مراد ناپسندیدگی کا اظہار کرنا ہے۔ (۹) سَبَّ۔ گالی دینا۔ (۱۰) الآمِنُونَ واحد اٰمن محفوظ۔

سلیس ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ بن مغیرہ زوجہ نبی ﷺ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ جب ہم لوگ حبشہ کی سرزمین پر اترے ہم نے وہاں نجاشی جیسے شریف آدمی کا پڑوس ملا ہم

اپنے دین پر مطمئن رہتے اور اللہ عز و جل کی عبادت کرتے نہ تکلیف دیئے جاتے اور نہ ہی کوئی بری بات سنتے جو ہمیں ناپسند ہو جب یہ (ہجرت کی) خبر قریش کو ملی انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ ہمارے درمیان اپنی قوم کے دو توانا اشخاص کو نجاشی کے پاس بھیجیں اور نجاشی کو وہ تحفے بھیجیں جو مکہ کے سامانوں میں عمدہ مانا جاتا ہے اور ان چیزوں میں جسے لوگ اچھا سمجھتے تھے چمڑا تھا تو سب لوگوں نے کافی چمڑے اکٹھا کئے اور وہاں کے رہنماؤں میں سے کسی رہنما کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس کے لئے ہدیہ تیار کیا پھر ان ہدایہ کے ساتھ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عاص کو بھیجا اور ان دونوں کو ان کے معاملات کا حکم دیا اور ان دونوں سے کہا کہ قبل اس کے کہ تم دونوں ان کے سلسلے میں نجاشی سے بات کرو ہر قائد کو اس کا ہدیہ دے دینا پھر نجاشی کو اس کا تحفہ پیش کرنا پھر اس سے سوال کرنا کہ وہ ان (پناہ گزینوں) کو تمہارے سپرد کردے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا دونوں نکلے یہاں تک کہ نجاشی کے پاس آئے اور ہم اس کے پاس اچھے گھر اور پڑوس میں تھے پھر اس کے قائدین میں کوئی قائد ایسا نہ بچا مگر یہ کہ اس کو اس کا ہدیہ نجاشی سے بات کرنے سے پہلے دے دیا۔ اور ان دونوں نے ان میں سے ہر قائد سے کہا کہ بادشاہ کے شہر میں ہم میں سے کچھ بیوقوف غلاموں نے پناہ لے لیا ہے انہوں نے اپنے قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں داخل (بھی) نہ ہوئے اور ایک ایسا نیا دین لائے ہیں جسے نہ ہم لوگ جانتے ہیں نہ آپ لوگ ہم لوگوں کو اس قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے تاکہ بادشاہ ان لوگوں کو ان کی طرف واپس کردے۔ تو جب ہم لوگ بادشاہ سے ان کے سلسلے میں بات کریں تو آپ لوگ بادشاہ کو مشورہ دو کہ وہ ان (مہاجرین) سے بات کرنے سے قبل ہمارے سپرد کردے۔ کیونکہ ان کی قوم ان کے نگہداشت کی زیادہ حقدار ہے اور ان پر جو کچھ ان لوگوں نے عیب لگایا ہے اس کی زیادہ جانکار ہے۔ تو سب قائدین نے ہاں کیا پھر دونوں اپنے اپنے تحفے لیکر نجاشی کے پاس آئے تو نجاشی نے دونوں کے تحفے قبول کیا پھر دونوں نے نجاشی سے گفتگو کیا اور کہا اے بادشاہ آپ کے شہر میں ہم میں کے کچھ بے وقوف غلاموں نے پناہ لے لیا ہے اپنے قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور ہمارے دین میں داخل نہیں ہوئے اور ایک ایسا نیا دین لے کر

آئیں ہیں جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ تم اور ہمیں تمہارے پاس ان کے سلسلے میں ان کی قوم کے روساء نے بھیجا ہے جو ان کے باپ چچا اور قریبی رشتہ داروں میں ہیں۔ تا کہ تو انہیں ان کے پاس لوٹا دے۔ کیونکہ وہ لوگ ان کی نگہداشت کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اپنے اوپر لگائے گئے عیب کے زیادہ جاننے والے ہیں اور جو کچھ ان پر عتاب کیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عباس کے نزدیک اس سے بُری کوئی بات نہ تھی کہ نجاشی ان کی بات سنے حضرت ام سلمہ نے کہا تو اس کے گرد کے قائدین نے کہا اے بادشاہ ان دونوں نے سچ کہا۔

ان کی نگرانی کی زیادہ حقدار ہے اور ان پر لگائے گئے عیب کی زیادہ جانکار ہے لہذا آپ ان کو (مہاجرین کو) ان دونوں کے حوالے کر دیں تا کہ یہ دونوں انہیں ان کے شہر اور قوم میں لوٹا لے جائیں تو نجاشی ناراض ہو گیا اور کہا کہ باخدا میں ان دونوں کو انہیں سپرد نہیں کروں گا اور نہ چاہے گی وہ قوم جس نے میرا پڑوس اختیار کیا اور میرے شہر میں اترے اور مجھے میرے علاوہ لوگوں پر پسند کیا جب تک کہ میں انہیں بلا کر ان سے پوچھ نہ لوں کہ یہ دونوں ان کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔ تو اگر وہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو ان دونوں کے سپرد کر دوں گا اور انہیں ان کی قوم کی جانب لوٹا دوں گا اور اگر وہ لوگ اس طرح نہیں ہیں تو ان لوگوں کو ان دونوں سے روک لوں گا اور ان کے حق پڑوس کو اچھا ادا کروں گا جب تک وہ لوگ میرے پڑوس میں رہیں۔ ام المومنین نے فرمایا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی جانب آدمی بھیجا اور انہیں بلوایا جب صحابہ کے پاس نجاشی کا قاصد پہونچا تو سب جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے اس مرد (نجاشی) سے تم لوگ کیا کہو گے جب اس کے پاس جاؤ گے سب نے کہا باخدا (ہم وہی کہیں گے) جو ہمارے نبی نے سکھایا اور بتایا ہے۔ اس سلسلے میں جو بھی انجام ہو تو جب آئے اور نجاشی نے اپنے پادریوں کو بلایا اور سب اس کے قریب اپنے اپنے مصاحف کھولے (کھول کر بیٹھ گئے) تو ان سے پوچھا اور کہا یہ کون دین ہے جس میں تم

لوگوں نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے اور میرے دین میں داخل نہیں ہوئے اور نہ ان ادیان میں سے کسی کے دین میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ شخص جنہوں نے نجاشی سے بات کی وہ جعفر بن ابی طالب تھے انہوں نے نجاشی سے کہا اے بادشاہ ہم جاہل لوگ تھے بتوں کی پرستش کرتے اور مردار کھاتے تھے برائیوں کا ارتکاب کرتے تھے اور رشتوں کو منقطع کرتے اور پڑوسیوں کی حق تلفی کرتے اور ہم میں کا طاقتور کمزور کو دبا لیتا چنانچہ ہم اسی طریقے پر تھے کہ اللہ نے ہماری جانب ہمیں میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جس کے نسب۔ سچائی۔ امانتداری اور پارسائی کو ہم جانتے ہیں تو اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا تا کہ ہم اسے ایک جانیں اور اس کی عبادت کریں اور چھوڑ دیں ان پتھروں اور بتوں کو جن کو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اور ہمیں حکم دیا سچی بات کہنے کا اور امانتداری کا صلہ رحمی کا اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا اور محرمات اور خون سے بچنے کا اور اس نے ہمیں برائیوں سے روکا اور جھوٹ بولنے یتیم کا مال کھانے اور پارسا عورت کو متہم کرنے سے روکا۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نماز، زکوۃ اور روزے کا حکم دیا۔

حضرت ام سلمہ نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب نے نجاشی کو بہت سارے امور اسلام بتائے۔ تو ہم لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اتباع کی جن باتوں کو وہ رب کی جانب سے لائے تھے تو ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جس کو اس نے ہمارے لئے حرام کر دیا اسے ہم نے حرام جانا اور جس کو حلال کر دیا اسے حلال جانا تو ہمارے قوم نے ہم پر ظلم کیا ہمیں سزا دی اور ہمارے دین میں رخنہ ڈالا تا کہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت سے بتوں کی عبادت کی جانب لوٹا لیں۔ اور یہ ہم ان چیزوں کو حلال جانیں جنہیں (قبل اسلام) حلال جانتے تھے خبیث اشیاء میں سے تو جب ان لوگوں نے ہمارے اوپر ظلم و قہر ڈھایا اور

ہم پر زمین تنگ کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین میں آڑے آئے تو ہم لوگ آپ کے شہر کی جانب نکل پڑے اور ہم نے آپ کے علاوہ پر آپ کو پسند کیا اور آپ کے پڑوس کو ہم نے پسند کیا اور ہم نے امید کی کہ ہم آپ کے پاس مظلوم نہ ہوں گے اے بادشاہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تب نجاشی نے کہا کیا تمہارے ساتھ اس میں سے کچھ ہے جس کو وہ اللہ کی جانب سے لائے ہیں حضرت ام سلمہ نے کہا کہ نجاشی سے حضرت جعفر نے کہا ہاں تو ان سے نجاشی نے کہا تو اسے میرے پاس پڑھو حضرت ام سلمہ نے کہا تب حضرت جعفر نے نجاشی کے سامنے سورہ کھیعص کی کچھ ابتدائی آیات تلاوت کی حضرت ام سلمہ کا بیان ہے (آیات سن کر) نجاشی اتنا رویا کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور اس کے سب پادری بھی رو پڑے یہاں تک کہ انہوں نے (آنسوؤں سے) اپنے مصاحف بھگو ڈالے جب انہوں نے وہ آیات سنیں جنہیں حضرت جعفر نے ان کے سامنے تلاوت کیا تھا۔ پھر نجاشی نے کہا بیشک یہ اور وہ دین جسے حضرت عیسی علیہ السلام لائے تھے دونوں ایک ہی شمع دان سے نکلے ہیں تم دونوں چلے جاؤ باخدا اب ہم انہیں تم دونوں کے حوالے نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کی خواہش ہے۔

تو جب دونوں نجاشی کے پاس سے نکلے تو حضرت عمر بن عاص نے کہا باخدا کل ایسی بات ان کے بارے میں پیش کروں گا کہ اس کی وجہ سے ان کی جڑیں اکھاڑ دوں گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان سے عبداللہ بن ربیعہ جو ہمارے خیال سے دونوں میں زیادہ متقی تھے کہ ایسا نہ کرو کیونکہ ان کی رشتہ داریاں ہیں بھلے سے ان لوگوں نے ہماری مخالفت کی ہے اسی پر عمرو بن عاص نے کہا باخدا میں بتاؤں گا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام بندے ہیں حضرت ام سلمہ نے کہا پھر جب دوسرا دن آیا عمرو بن عاص نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ حضرت عیسی بن مریم کے سلسلے میں بہت بڑی بات کہتے ہیں تو آپ ان کی جانب آدمی بھیج کر ان سے دریافت کریں کہ آخر وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو نجاشی نے یہ دریافت کرنے کے لئے

ان کے پاس آدمی بھیجا حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ ہم پر اس طرح کی مصیبت کبھی نہ آئی تھی تو پوری قوم جمع ہوئی اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کیا کہو گے جب نجاشی پوچھے گا ان کے بارے میں تو سب نے کہا باخدا ہم تو وہی کہیں گے ان کے بارے میں جو ہمارے نبی لائے ہیں چاہے جو بھی ہو پھر حضرت ام سلمہ نے کہا جب داخل ہوئے نجاشی کے پاس تو نجاشی نے ان سے کہا تم حضرت مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو پھر ام سلمہ نے کہا کہ حضرت جعفر بن طالب بولے کہ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جس کو اللہ نے کنواری مریم کی جانب القا فرمایا تھا۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ تب نجاشی نے اپنا ہاتھ زمیں پر مارا اور ایک تنکا اٹھایا اور کہا باخدا تمہارے قول سے عیسی بن مریم اس تنکے برابر بھی الگ نہیں ہیں۔ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ اس کے درباری عمائدین فراٹے لینے لگے (انکار کرنے لگے) جب نجاشی نے یہ کہا تو نجاشی نے کہا تم لوگ بھلے ہی انکار کرو باخدا اور تم لوگ جاؤ میری زمین میں مامون ہو، جو تمہیں گالی دے گا جرمانہ کا سزاوار ہوگا (پھر کہا جو گالی دے جرمانہ کا سزاوار ہوگا) پھر کہا جو تمہیں گالی دے گا جرمانہ کا سزاوار ہوگا میں نہیں پسند کروں گا کہ میرے لئے پہاڑ برابر سونا ہو اور میں تم سے کسی شخص کو ستاؤں (دبر حبشی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں) ان کے تحفے انہیں واپس کرو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں باخدا اللہ نے مجھ سے اس وقت کوئی رشوت نہیں لی تھی جب اس نے مجھے ملک عطا کیا تھا کہ میں اس میں رشوت لوں میرے بارے میں اللہ نے لوگوں کی اطاعت نہیں کی کہ میں اس میں لوگوں کی اطاعت کروں گا۔ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ پھر وہ دونوں رسوا ہو کر اور اپنے لائے ہوئے تحفوں کو واپس لے کر نجاشی کے پاس سے نکل گئے اور ہم اچھے پڑوسی کے ساتھ اچھے گھر میں مقیم رہے۔ ☆

(سیرۃ ابن ھشام ج ۱)

نفع بخش تجارت

حل لغات: ۔۱۔ أطْرَفَ فلانا تحفہ دینا۔ ۲۔ أتی علیه (ض) ہلاک کرنا۔۳۔ الرَّمَدُ بالتحریك اشوب چشم۔ ۴۔ خلص الی المكان اوباالمكان (ن) پہونچنا۔۵۔ الآبوَاء۔ یہ وہی مقام جہاں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مقدس ہے۔۶۔ **التَّكثُر۔** فخر کرنا۔ ۷۔ ثَابَ (ن) لوٹنا واپس ہونا ۸۔ ذهب به الغيظُ كل مذهب۔ یعنی اس کو نہایت غصہ آگیا۔ ۹۔ كِنَانَةُ۔ ترکش جمع کنائین ۱۰۔ اٰثر۔ ترجیح دینا۔

سلیس ترجمہ: ۔ جب نبی ﷺ نے اور ان کے رفیق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قباء پہونچے اور دونوں نے اسلام لانے والے مہاجرین وانصار کی جماعت میں نزول اجلال فرمایا۔ آقائے دو عالم ﷺ مدینہ کی جانب اپنی ہجرت سے خوش تھے اور اہل مدینہ آپ کی ہجرت سے خوش تھے تو یہ ملی جلی عید تھی اور انصار نبی ﷺ اور ان کے مہاجر صحابہ کے ساتھ بھلائی کی جانب سبقت کر رہے تھے کہ انہیں پناہ دیں ان کی حاجت برآوری کریں اور ان کو وہ کچھ پیش کریں جن حلال چیزوں کے پیش کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ دن آگے بڑھا ظہر کی نماز ادا کی گئی اور انصار میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے نبی ﷺ کے سامنے کھجوریں رکھ دیں تو آقائے دو عالم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما یہ کھجوریں کھانے لگے وہ سب کھانے ہی میں لگے تھے کہ ناگاہ ایک شخص نمودار ہوتا ہے پھر ان سے قریب ہو جاتا ہے اور انہیں سلام کرتا ہے پھر ان کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور یہ اتفاق سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ تھے جو روم میں سابق الاسلام تھے جیسا کہ اس سلسلے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ محنت ومشقت جھیلتے ہوئے آئے تھے ان کو تکان لگ چکی تھی اور قریب تھا کہ بھوک انہیں ہلاک کر دیتی اور انہیں راستے میں

آشوب چشم ہو گیا تھا لہذا وہ بتکلف ہی دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ اور ان کے اصحاب کو سلام کیا پھر اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا پھر غور کیا تو کھجور نظر آئی اس پر ٹوٹ پڑے اور نہایت بے رحمی سے کھانے لگے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ صہیب کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ کھجور کھا رہے ہیں جب کہ انہیں آشوب چشم ہے تو سرکار دو عالم ﷺ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کیا تو آشوب چشم کی حالت میں کھجور کھاتا ہے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے اور ادھر وہ کھانے میں مصروف ہیں کہ میں تو اس آنکھ کے کنارے سے کھا رہا ہوں جس میں آشوب نہیں تو آقا ﷺ مسکرانے لگے اور قوم ہنسنے لگی اور صہیب بے رحمی سے کھاتے چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ جب کھانے کی اپنی ضرورت پوری کر لی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شاکیانہ لہجے میں کہنے لگے آپ نے مجھ سے ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا پھر مجھے آپ نے چھوڑ دیا پھر نبی ﷺ سے (اپنائیت) کے لہجے میں شکایت کرنے لگے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے ساتھ چلنے یا ہمراہی کا وعدہ فرمایا تھا پھر آپ نے مجھے چھوڑ دیا باخدا میں آپ تک نہیں پہونچا ہوں یہاں تک کہ میں نے اپنی جان کو اپنے پورے مال کے عوض قریش سے خرید لیا ہے۔ اور میں نے مکہ نہیں چھوڑا مگر ایک مد کے ساتھ جسے میں نے مقام ابواء میں گوندھا تھا اور اس سے گذارہ کیا یہاں تک آپ تک پہونچ گیا تو رسول ﷺ حضرت صہیب کو جواب دینے لگے ابو یحیٰ نے تجارت میں نفع اٹھایا۔ تجارت میں نفع اٹھایا اور اللہ یہ آیت کریمہ نازل کرنے لگا۔ **ومن الناس يشری نفسه ابتغاء موضات الله** ۔ اور کچھ لوگ اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان کو خریدتے ہیں اور حضرت صہیب نے اس نفع بخش تجارت کے قصے کو مختصر انداز میں (یوں) بیان کیا ہے، سچے مسلمانوں کے اخلاق میں سے بات تھی کہ وہ فخر نہ کریں اور نہ ہی اپنے اسلام سے احسان جتائیں قریش کو اپنی ذات کیلئے کچھ چیزوں کا دھیان اسوقت آیا جب حضرت محمد

اور حضرت ابو بکر ؓ قریش کو چھوڑ کر چلے گئے اور (قریش) نبی ﷺ کے صحابہ کی تلاش میں لگ گئے
کہ جس کو پاتے انہیں ہجرت سے روکتے مشقت میں ڈالتے ان کے دین میں رخنہ اندازی کرتے
اور ان کو اللہ کی راہ سے باز رکھتے صہیب انہیں لوگوں میں سے تھے جنہیں قریش نے قید کر رکھا تھا ابو
جہل ان سے ناک بھوں چڑھا کر فرط غضب میں کہتا کہ تم ہمارے پاس اس طرح محتاج اور فقیر تھے
کہ دنیا میں کسی چیز کے مالک نہ تھے تو ہمارے پاس رہے اور مالدار ہو گئے تو اب تم چاہتے ہو کہ ہم
سے اپنے جان مال چھڑا کر محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت صہیب نے
کہا کہ اگر میں تمہارے اور اپنے مال کے درمیان راستہ خالی کردوں تو کیا تم میرے اور میرے مقصد
ہجرت کے درمیان راستہ خالی کردو گے قوم قریش نے جواب دیا ہاں اور ابو جہل نے کہا بعید
(از قیاس) ہمیں تمہارے مال کی ضرروت سے تمہارے جان کی ضرورت کم نہیں ہے ہم
تمہیں عذاب میں روکے رکھیں گے یہاں تک کہ تیرا مال لے لیں گے پھر تمہاری جان پر اتریں گے
یا تو تم اپنے دین سے ادھر لوٹ جاؤ جس پر پہلے تھے۔ صہیب نے تیکھے غمگین لہجے میں جواب دیا اگر
آج عبداللہ بن مجدعان زندہ ہوتا تو مجھے یہ (تکلیف) نہ پہونچتی جو تم دیکھ رہے ہو۔ ابو جہل نے
کہا کہ ہم جلدی تجھے عبداللہ بن جدعان سے ملادوں گا اگر تم چاہتا اس سے شکایت کرلینا کیا تم یہ
نہیں بیان کرتے ہو کہ دوبارہ مرتد ہوں گے اپنی پہلی زندگی کے بعد تو وہاں عبداللہ بن جدعان سے
ملاقات کرلینا اور اگر چاہتا تو اس سے ہماری شکایت کردینا حضرت صہیب نے کہا دور رہوں میں اس
سے ہرگز نہیں مل سکوں گا کیونکہ مجھ سے اللہ کے نبی نے وعدۂ جنت فرمایا ہے اور وہ جہنم میں ہوگا ابو
جہل نے کہا اور اسکا غصہ بھڑک اٹھا حضرت صہیب کو کوڑا مارا اور انکے چہرے پر تکلیف دہ مار مارا
اے قبیلۂ تیم کے لوگ کیا تم نہیں سن رہے ہو کہ تمہارا سردار عبداللہ بن جدعان جہنم میں ہے اور ان
(محمد ﷺ) کا یہ رومی غلام عنقریب جنت میں جائیگا ہم نے آج سے زیادہ بیوقوفی اور خلاف عقل بات

کبھی نہ دیکھی۔ اور حضرت صہیب کافی دنوں ابو جہل کی قید میں رہے ان ایام میں انہیں وہی کھانا دیا
جاتا جو انہیں موت سے بچالے اور لیکن اسلام اس وقت تک مکہ کے آزادوں اور غلاموں میں پھیل
چکا تھا تو کچھ وہ لوگ تدبیر کرتے تھے اور کچھ یہ ناگاہ صہیب اپنی قید سے دھیرے سے سرکے اور اپنی
سواری لی اور مدینہ کی راہ پکڑ لی۔

اور قریش کو علم ہوا کہ صہیب اپنی قید سے نکل چکے اور قریب ہے کہ ان کے ہاتھ سے
جائیں گے تو ان کے تعاقب میں شہسوار چلے تا کہ صہیب کو پکڑ لیں اور ابھی انھوں نے تھوڑا ہی راستہ
طے کیا ہے تو جب حضرت صہیب نے انہیں دیکھا کہ آگے اور انہیں یہ علم ہوا کہ عنقریب کفار پکڑ لیں
گے اور انہیں فتنہ وعذاب میں لوٹا لے جائیں گے تو صہیب ان کے لیے ٹھہرے اور اپنی ترکش کے
سارے تیر بکھیر دیے اور ان سے عزم ویقین کے لہجے میں بولے کہ قریشیو! تمہیں معلوم ہے کہ میں
سب سے اچھا تیر انداز آدمی ہوں اور تم لوگ مجھ تک اس وقت نہیں پہونچ سکو گے جب میں تم پر
اپنے سامنے کی ہر تیر نہ آزمالوں پھر میں تمہیں تلوار سے ماروں گا جب تک اسکا کوئی ایک ٹکڑا میرے
ہاتھ میں رہے گا۔

تو اب تمہیں اختیار ہے موت پسند کرو یا میرا مال جو میں تمہیں بتادوں تو اس کو لے لو اور میرا راستہ خالی
کردو قریش نے کوئی طویل فکر اور مشورہ کے بغیر عافیت اور سلامتی مال کو ترجیح دیا اور کہا ہم راضی
ہیں اپنے مال کا پتہ بتادو آپ نے قریش کو مال کا پتہ بتایا اور وہ لوگ چلے گئے اور یہ بھی اپنا راستہ طے
کرنے لگے یہاں تک کہ رسول ﷺ کی بارگاہ میں باریاب ہوئے حالانکہ انہیں مشقت تکان اور
پیاس بھوک اس درجہ تھی عنقریب تھا کہ ان پر موت غالب ہوجاتی۔ ☆

(ابو عبدالحق طہٰ حسین)

اعرابی کی سخاوت

حل لغات:۔ (۱) مَعَنُ بن زَائِدَة۔ عرب کا ایک مشہور سخی (۲) لَوَّحَ الوجه۔ باب تفعیل۔ ہلاک کرنا (۳) غَلِیْظُ۔ صفت مشبہ۔ موٹا (٤) یزید بن عمر بن هبیرة دولت بنی امیہ کا مشہور خطیب۔ (۸۷۔۱۳۲ھ) (٥) باب حرب بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے جو حرب بن عبداللہ بلخی کی طرف منسوب ہے (٦) أَنَاخَ (الابل) بیٹھانا (٧) طَلِبَة۔ بکسر اللام۔ مطلوبہ شئ۔

سلیس ترجمہ:۔ مروان بن ابی حفصہ جو میرا دوست تھا اس نے مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ منصور نے معن بن زائدہ کی سخت طلبی کی اور اس پر انعام (بھی) رکھا تو مجھ سے معن بن زائدہ نے یمن میں بیان کیا کہ وہ منصور کی سخت طلبی سے اس درجہ پشیماں ہوا کہ دھوپ میں کھڑا رہتا۔ حتی کہ اس کا چہرہ جھلس گیا اس کے رخسار اور داڑھی کے بال کم ہو گئے اور اس نے اون کا موٹا جبہ پہنا اور سواری کے اونٹ پر سوار ہو گیا تا کہ دیہات چلا جائے اور وہیں مقیم ہو جائے۔ اور اس نے یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جنگ میں اچھی شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا (اس لئے) منصور غصہ ہوا اور اس کی تلاش میں کوشش کرنے لگا معن نے کہا جوں ہی میں باب حرب سے باہر نکلا ایک حبشی نے تلوار سونتے ہوئے میرا تعاقب کیا یہاں تک کہ جب میں محافظین کی نظروں سے غائب ہو گیا تو اس نے میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اس کو بٹھا دیا اور مجھے پکڑ لیا تو میں نے اس سے کہا تمہارا مقصد کیا ہے اس نے کہا تو امیر المومنین کا مطلوب ہے میں کہا میں ہوں کون جو امیر المومنین مجھے طلب کریں گے معن بن زائدہ نے کہا کہ میں نے کہا اے شخص خدا کا خوف رکھ کہاں میں اور کہاں معن اس نے کہا بکواس بند کرو باخدا میں انہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں تو میں نے اس سے کہا اگر صورت حال یہی ہے جو تم کہہ رہے

ہو تو یہ موتی ہے جس کو میں اپنے ساتھ لئے ہوں یہ اس کے دو گنے کے برابر ہو گا جس کو منصور نے میری تلاش کرنے والے کے لئے خرچ کیا ہے تو تم اسے لے لو اور میرا خون نہ بہاؤ اس نے کہا لاؤ تو میں نے موتی اس کے لئے نکال دیا تھوڑی دیر اس نے اسے دیکھا اور بولا کہ تم نے اس کی قیمت صحیح بتائی لیکن میں اسے قبول کرنے والا نہیں یہاں تک کہ میں تم سے ایک چیز کے بارے میں دریافت کروں گا اگر تم نے مجھے صحیح صحیح بتا دیا تو میں تجھے چھوڑ دوں گا میں نے کہا کہ کہو تو اس نے کہا کہ لوگوں نے تیرے سخاوت کی تعریف کی ہے کہ کیا تم نے کبھی اپنا سارا مال کسی کو دیا ہے میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا۔ آدھا؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا تہائی! میں نے کہا نہیں یہاں تک کہ وہ دسویں تک پہونچا تو میں شرمندہ ہو گیا اور میں نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ کبھی ایسا میں نے کیا ہے اے شخص تو اس نے کہا کہ میں نہیں سمجھ پاتا کہ تم نے یہ (بھی) کیا ہو گا۔ باخدا میں پیدل چلنے والا ہوں اور میرا مشاہرہ ابو جعفر کی جانب سے بیس درہم ہے اور (تمہارے) اس موتی کی قیمت ہزاروں دینار ہے۔ اور حال یہ ہے کہ میں نے تجھے موتی بھی دے دیا اور تمہیں تمہاری جان بھی بخش دی۔ لوگوں میں تیری مشہور سخاوت کے باعث تا کہ تو جان لے کہ دنیا میں تجھ سے بڑھ کر (بھی) سخی ہیں لہذا تم اپنے آپ پر اتراؤ نہیں اور تا کہ تم اس کے بعد اپنے ہر کام کو معتبر جانو اور بخشش کی کسی منزل پر ٹھہرو نہیں پھر ہار کو میری گود میں ڈال دیا اونٹ کی لگام چھوڑ دی اور چلا گیا تو میں نے کہا اے شخص باخدا تم نے تو مجھے رسوا کر دیا اور میرا خون بہنا مجھ پر تمہارے اس کئے سے زیادہ آسان تھا تو جو میں نے تمہیں دیا ہے لے لو کیونکہ میں اس سے بے فکر ہوں تو وہ ہنسا اور کہا میں سمجھ رہا تھا کہ تم مجھے میرے اس قول میں جھٹلاؤ گے باخدا میں اسے نہ لوں گا اور نہ ہی میں کسی بھلائی پر کبھی کوئی معاوضہ لیتا ہوں اور چلا گیا تو باخدا مامون ہونے کے بعد میں نے اس کی تلاش کی اور جو تلاش کر کے لائے میں نے اس کے لئے انعام بھی مقرر کیا جتنا اس نے چاہا پھر بھی ہمیں اس کی کوئی خبر نہ ملی اب لگتا تھا جیسے اس کو زمین نگل گئی ہو۔ ☆

(رنات المثلث والمثلنی، الجزء الثلث)

یتیموں کے ساتھ

حل لغات:۔(۱) لَجَاجَةٌ جھگڑا (ض،س) (۲) لَطَّ السِّتر۔(ض) پردہ لٹکانا (ض) (۳) شَفَّنِی مکانہ۔ صحت مند کرنا (ض) (۴) اِلَیْكَ اسم فعل بمعنی ہٹ جاؤ (۵) فُقُورٌ واحد الفَقْرُ۔ ضرورت (٦) المُحَصَّبُ منی میں رمی جمار کی جگہ۔

سلیس ترجمہ:۔ (۱) ہم اور وہ (بیوی) دونوں اڑے رہے، ناراض ہونے پردہ کرنے میں میرے قریب اور نقاب ڈالنے میں۔

(۲) ملامت کرتی ہے اس مال (کے خرچ کرنے) پر جس کے وجود نے مجھے تشفی دی ہٹ جا اور جو تیری سمجھ میں آئے ملامت کر اور ناراض ہو۔

(۳) میں نے یتیموں کو دیکھا کہ ان کی محتاجی کو وہ ہدیے دور نہیں کر پاتے جو ان کے لئے بڑے اور متفرق پیالوں میں (آتے ہیں)

(۴) پھر میں نے اپنے دونوں غلاموں سے کہا شام کو انکے پاس چلو عنقریب میں اپنے گھر کو دوسرے گھر کی طرح خالی کر دوں گا۔

(۵) ان سے زیادہ بھوکے رہنے کے حقدار میرے بیٹے ہیں۔اور گھاٹ کے پاس مٹیلا پانی پینے کے۔

(٦) ان کے سبب مجھے وہ ہڈیاں یاد آئیں کہ اگر ان کے پاس آتا تو وہ ہر طرح سے میری غمخوار کرتے

(۷) میرا بھائی اور وہ ایسا شخص تھا کہ اگر میں اس کو کسی مصیبت پر آواز دیتا تو وہ لبیک کہتا ہوا حاضر ہو جاتا اور اگر میں غضب میں تلوار کا رخ کرتا تو وہ بھی ناراض ہو جاتا۔

(۸) تو تو مجھے بے شعور سمجھ اگر تو نے اس سے نکاح کر لیا ہے اور لیکن میں (بھی تو) حجیۃ ابن معترب ہوں۔

(۹) سعدان کے بیٹوں پر میں نے (اس وقت) رحم کیا جب ان کا مال ختم ہو گیا اور محصب کے رب کی قسم ان کا مجھ پر یہی حق بنتا تھا۔

(۱۰) اب اگر تو (شرافت سے) بیٹھی رہے تو میرے کہنے کی ایک فرد یعنی میری عیال ہے اور اگر تو اس پہ راضی نہیں ہے تو بھاگ جا۔ (حجیة بن المضرب ، الحماسة)

کعبہ مقدسہ

حل لغات:۔ (۱) الصَّفْحُ (ج) صِفَاحٌ جانب (۲) القَهْقَرَةُ۔ پیچھے کی طرف پلٹنا (۳) العماد ج اعْمِدَة، ستون، کھمبا (۴) صَفِيْحَةٌ (ج) صَفَائِح پلیٹ، چادر (۵) سَدَا۔ تانا، ج اَسْدِيَةٌ (٦) اَلسُّتْرَةُ والسِّتَار (ج) سُتَرٌ والستائر۔ پردہ (۷) مَضْلو۔ واحد العضوی۔ روشن دان (۸) زُجَاجٌ شیشہ۔ (۹) السَّقْفُ چھت جمع سُقُوْفٌ۔

سلیس ترجمہ:۔ (خانہ کعبہ) بیت مکرم میں چار گوشے ہیں اور وہ تقریباً مربع ہے مجھے ان شیبیوں میں سے ایک ذمہ دار فرد نے بتایا جن کے ذمہ خدمت کعبہ ہے کہ فضاء میں کعبہ کی بلندی اس سمت جو باب صفا کے مقابل ہے یعنی حجر اسود سے رکن یمانی تک ۲۹ ر انتیس ہاتھ ہے اور بقیہ ہر جانب سے ۲۸ ر اٹھائیس ہاتھ اس کے گوشوں پہلا گوشہ وہی ہے جس میں حجر اسود (نصب) ہے طواف کی شروعات (ابتداء) اسی رکن (رکن اسود) سے ہے طواف کرنے والا الٹے پاؤں پلٹتا ہے تا کہ اس کا پورا جسم حجر اسود سے چھو (مقابل) جائے اور اس وقت کعبہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب

ہوتا ہے اور سب سے پہلے طواف کرنے والا (شروع کرنے کے بعد) رکن عراقی سے ملاقات کرتا ہے اور اس وقت وہ اتر کی جانب ہوتا دیکھ رہا ہوتا ہے اور پھر رکن شامی سے ملتا ہے اور وہ جانب مغرب دیکھ رہا ہوتا ہے پھر یمانی سے ملتا ہے اور وہ جنوب کی جانب دیکھ رہا ہوتا ہے پھر رکن اسود کی جانب لوٹتا ہے اس وقت اس کا رخ مشرق کی جانب ہوتا ہے اس وقت اسکا (طواف کرنے والا کا) ایک چکر پورا ہوتا ہے اور بیت کریم کا دروازہ اس جانب ہے جو رکن عراقی اور رکن اسود کے مابین ہے اور وہ حجر اسود سے دس بالشت کے فاصلے پر ہے۔

اور دیوار کعبہ کی وہ جگہ جو رکن اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے ملتزم کہلاتی ہے یہ دعا قبول ہونے کی جگہ ہے اور باب کریم زمین سے ساڑھے گیارہ بالشت اونچا ہے اور وہ (دروازہ) سونا چڑھا ہوا چاندی ہے نادر بناوٹ اور عمدہ شکل وصورت کا ہے کہ اس کی خوبصورتی اور اس خشوع کے باعث جو اللہ نے اپنے گھر کو پہنایا ہے نظریں ٹھہر کی ٹھہری رہ جاتی ہیں اور دروازے میں چاندی کے دو بڑے بڑے کڑے ہیں جن میں دروازے کا تالا لٹکا ہے اور ان کا رخ مشرق کی جانب ہوتا ہے اور عرض آٹھ بالشت ہے اور طول دس بالشت ہے اور دیوار کی موٹائی جس پر دروازہ لگا ہے پانچ بالشت کعبہ مقدسہ کے اندرونی حصے میں رنگین سنگ مرمر کا فرش بچھا ہے اور اس کی تمام دیواریں رنگین مرمر کی ہیں جو ساکھو کے تین خوب بڑے ستون پر کھڑی ہیں اور ایک ستون سے دوسرے ستون کے مابین چار قدم کا فاصلہ ہے اور وہ کعبہ کی لمبائی میں بیچ میں واقع ہے۔ان ستون میں ایک اور وہ پہلا ستون ہے اس کنارے کے درمیان واقع ہے جسے رکنان یمانیاں (رکن یمانی رکن اسود) ہے گھیرے ہوئے ہیں اس میں اور اس کنارے میں تین قدم کا فاصلہ ہے اور تیسرا اور آخری ستون اس کنارے میں واقع ہے جسے رکن شامی اور رکن عراقی گھیرے ہیں اور خانہ کعبہ کا پورا دائرہ آدھے سے اوپر موٹے چاندی پر سونے کی قلعی کیا ہوا ہے دیکھنے والے کو وہ قلعی (کہ وہ چاندی

) اپنے ضخامت کی وجہ سے سونے کی چادر معلوم ہوتی ہے اور وہ چاروں طرف گھیرے ہے اور آدھے سے اوپر کی دیوار کو پکڑے ہوئے ہے اور کعبہ کی (اندرونی) چھت رنگین ریشمی چادر سے ڈھکی ہے۔

اور کعبہ شریف کے پورے بیرونی حصے پر چاروں جانب سے سبز ریشم کے پردے پہنائے گئے ہیں جسکا بانا سوتی ہے اور اس کے بالائی حصے میں سبز ریشمی تحریر میں یہ آیت لکھی ہوئی ہے:۔

﴿ان اول بیت وضع للناس للذی بمکة مبارکاً وھدی للعالمین، فیه آیات بینات مقام ابراهیم ومن دخله کان آمنا ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا﴾ اور امام ناصر لدین اللہ کا نام تین ہاتھ کی چوڑی (سطر) میں لکھا ہے یہ تحریر چاروں جانب سے ہے ان پردوں میں ایسی نادر صنعت کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ ان میں عمدہ محرابوں کی شکلیں دکھائی دیتی ہے اور تحریر پڑھنے میں آتی ہے اللہ کا ذکر اور خلیفہ ناصر الدین عباسی (جس نے اس کے بنانے کا حکم دیا تھا) کے لئے دعا لکھی ہے اور یہ ساری چیزیں مخالف رنگ میں نہیں ہیں۔

اور چاروں جانب سے کل پردوں کی تعداد ۳۴/چونتیس ہے، دونوں بڑے کناروں میں ۱۸/اٹھارہ اور دونوں چھوٹے کناروں میں ۱۶/سولہ ہیں۔اور اس میں روشنی داخل ہونے کیلئے ۵/پانچ روشن دان ہیں اور ان روشن دانوں پر عمدہ نقش ونگار کے عراقی شیشے لگے ہوئے ہیں ایک روشن دان درمیان چھت ہے اور ہر رکن کے ساتھ ایک روشن دان ہے اور ستونوں کے مابین چاندی کی ۱۳/تیرہ کمانیں ہیں جن میں کی ایک سونے کی ہے۔اور دروازے زمیں داخل ہونے والا سب سے پہلے جس چیز سے ملاقات کرے گا وہ اس کے بائیں جانب وہ رکن ہے جس کے باہر حجر اسود (نصب) ہے اور اس میں دو صندوق ہیں جن میں مصاحف ہیں ان کے اوپر رکن میں دو چھوٹے دروازے ہیں چاندی کے وہ دو طاق ہیں جو رکن سے متصل ہیں ان دونوں اور زمین میں قد آدم سے زیادہ تفاوت ہے اور اس

کے دائیں جانب وہ رکن ہے جسے زاویۃ العراق کہا جاتا ہے اور اس میں ایک دروازہ ہے جسے باب رحمت کہتے ہیں جس کے ذریعہ مقدس چھت پر چڑھا جاتا ہے۔ (رحلۃ بن جبیر)

فضیل بن عیاض کے ساتھ (گزری ہوئی) ایک گھڑی

حل لغات:۔ (۱) جَالَ (ن) بالشی، پھرانا، گھومانا (۲) سالم بن عبداللہ یہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عنھم ہیں آپ کا شمار مدینہ کے سات بڑے فقہا میں شمار ہوتا ہے مدینہ شریف میں انتقال ہوا۔ (۳) رجاء بن حیوا شام کے زبردست عالم یہی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے سلیمان کو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا۔ (۴) الاشارۃ علی فلان۔ مشورہ دینا (۵) تَحَنَّنَ جَنَّ (ض) علی فلان۔ شفقت کرنا (۶) الغشُّ۔ دھوکہ دینا (۷) انفاق افعال۔ خرچ کرنا (۸) کَافَاہ۔ بدلہ دینا (۹) صَمَتَ (ن) خاموش ہونا۔

سلیس ترجمہ:۔ حضرت فضل بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ امیر المومنین ہارون رشید نے حج کیا اور میرے پاس آئے میں جلدی سے نکلا اور میں نے کہا اے امیر المومنین آپ اگر کسی کو بھیج دیئے ہوتے تو میں خود ہی آپ کے پاس حاضر ہو جاتا تو (ہارون رشید نے) کہا آپ کا بھلا ہو ایک چیز میرے دل میں کھٹک رہی ہے تو میرے لئے کوئی ایسا آدمی دیکھو جس سے میں پوچھ سکوں تو میں نے کہا میرے یہاں فضیل بن عیاض ہیں کہا ہمیں ان کے پاس لے چلو ہم دونوں آئے اور آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے قرآن کی ایک آیت کو تلاوت میں بار بار دھرا رہے تھے ہارون رشید نے مجھ سے کہا کہ دستک دو تو میں نے دستک دیا، انھوں نے فرمایا یہ کون؟ میں نے جواب دیجئے امیر المومنین ہیں، تو انھوں نے کہا مجھے امیر المومنین سے کیا سروکار سرکار میں نے کہا

سبحان اللہ کیا آپ پر اطاعت (امیر المومنین) لازم نہیں ہے کیا یہ نبی ﷺ سے مروی نہیں ہے کہ آپ نے فرمایا "مومن کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو اترے اور دروازہ کھولا پھر بالا خانہ پر چڑھے اور چراغ بجھا دیا پھر گھر کے ایک گوشے میں پناہ گزیں ہو گئے (چھپ گئے) پھر ہم اپنے ہاتھوں سے انھیں ٹٹولنے لگے تو ہارون رشید کا ہاتھ مجھ سے پہلے ان تک پہنچ گیا تو کہا کہ ہتھیلی کتنی نرم ہے؟ مگر جب کل اللہ کے عذاب سے چھٹکارہ پایا جائے۔ میں نے اپنے دل میں کہا ضرور اس رات میں صاف گفتگو تقویٰ والے اور دل سے کریں گے۔ تو انھوں نے کہا وہ شروع کریں جس کے لئے ہم آپ کے پاس آتے ہیں۔ اللہ آپ پر رحم کرے تو کہا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انھوں نے سالم بن عبداللہ، محمد بن کعب قرظی اور رجا بن حیوۃ کو بلا کر ان سے کہا میں اس مصیبت و آزمائش میں ڈالا گیا ہوں تو تم لوگ مشورہ دو تو انھوں نے خلافت کو مصیبت شمار کیا اور تم تمہارے ساتھی نعمت جانتے ہیں۔ تو ان سے سالم بن عبداللہ نے کہا اگر کل اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو دنیا میں تا حیات روزہ رکھو اور موت سے افطار کرو اور ان سے محمد بن کعب قرظی نے کہا اگر اللہ کے عذاب سے نجات کے خواہاں ہو تو مسلمانوں میں اپنے سے بڑے کو باپ کا درجہ اور درمیانی عمر والے کو بھائی اور ان میں چھوٹے کو لڑکے کا درجہ دو تو اپنے باپ کی توقیر کرو۔ بھائی کی عزت کرو۔ لڑکے پر شفقت کرو اور ان سے رجاء بن حیوۃ نے کہا اگر کل اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو مسلمانوں کیلئے وہی پسند کرو جو تمہیں پسند ہوں اور ان کیلئے وہ چیزیں ناپسند کرو جو تمہیں ناپسند ہیں۔ پھر جب چاہو مر جاؤ (پھر چاہے جب موت آجائے تو غم نہیں) اور میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر اس دن کا ہے جب قدم پھسلیں گے تو کیا تیرے ساتھ (اللہ تم پر رحم کرے) کوئی ہے جو تجھے اس طرح کا مشورہ دے تو ہارون رشید بہت زیادہ روئے یہاں تک ان پر غشی طاری ہو گئی میں نے ان سے کہا کہ امیر المومنین کے ساتھ نرمی کریں تو آپ نے فرمایا اے ابن ام ربیع تم اور

تمہارے ساتھی اسے مار ڈال رہے ہو اور میں تو نرمی ہی کر رہا ہوں پھر ہوش میں آئے تو ان سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے کچھ اور ارشاد فرمائیں تو فرمایا اے امیر المومنین مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک عامل کی شکایت کی گئی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے (اس عامل) کو لکھا اے میرے بھائی میں تمہیں جہنمیوں کی جہنم میں طویل بیداری یاد دلاتا ہوں جو دائمی ہوگی تو بات سے بچو کہ من جانب اللہ تمہارے ساتھ تصرف ہو جبکہ آخر وقت ہو اور امید منقطع ہو۔

کہا کہ جیسے ہی اس عامل نے خط پڑھا شہروں کو طے کرتا ہوا آپ کے پاس آیا تو عمرو نے کہا کون سی چیز تمہیں لائی تو انھوں نے کہا کہ میرا دل، خط سے میرا دل اکھڑ گیا اب میں کبھی حکومت کا رخ نہیں کر سکتا ہوں یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملاقات کروں۔ کہا پھر ہارون رشید بہت زیادہ روئے پھر کہا اور کچھ زیادہ نصیحت فرمائیں اللہ آپ رحم کرے تو فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت عباس (نبی ﷺ کے چچا) نبی کی بارگاہ میں آئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے کسی سلطنت کا امیر بنا دیں تو ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ امارت قیامت کے دن حسرت و افسوس کی چیز ہے تو اگر تم سے امیر نہ بننا ممکن ہو تو وہی کرو تو ہارون رشید خوب روئے اور ان سے کہا اور مجھے نصیحت کریں اللہ آپ پر رحم فرمائے تو آپ نے فرمایا کہ اے حسین چہرے والے تو وہی وہ شخص ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس خلق کے بارے میں سوال کرے گا تو اگر اس چہرے کو جہنم سے بچا سکو تو کر ڈالو اور اس بات سے ڈرو کہ تم اس حال میں صبح و شام کرو کہ تمہارے دل میں رعیت میں کسی کے خلاف کینہ ہو کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے جس نے لوگوں کے ساتھ کینہ رکھکر صبح کی وہ جنت کی بو نہ پائے گا تو ہارون پھر روئے اور آپ سے کہا آپ پر کوئی قرض ہے کہا ہاں میرے رب کا قرض ہے جس کا وہ مجھ سے محاسبہ کرے گا تو ویل میرے لئے ہوگا اگر وہ مجھ سے سوال کرے گا اور ویل میرے لئے ہے اگر وہ مجھ سے چھان بین کرے گا اور ویل میرے لئے ہے اگر مجھ سے دلیل نہ بن پڑی ہارون رشید نے

کہا کہ میں بندوں کے قرض مراد لیتا ہوں کہا بیشک میرے رب نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا ہے میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے ایک مانوں اور اس کے حکم کی اطاعت کروں تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿**وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ما اريد منهم من رزق وما اريد ان يطعمون ان الله هوا لرزاق ذو القوة المتين**﴾ پھر ہارون رشید نے ان سے کہا کہ یہ ایک ہزار دینار قبول فرمائیں اور اسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کریں اور اس سے اپنی عبادت پر تقویت حاصل کریں تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ میں تمہیں راہ نجات بتاتا ہوں اور اس طرح کا بدلہ دیتے ہو اللہ تمہیں سلامت رکھے اور نیک توفیق دے۔

پھر چپ ہو گئے اور ہم سے بات نہ کی تو ہم ان کے پاس سے نکلے جب دروازے پر ہوئے تو ہارون نے کہا اے ابو عباس جب کسی طرف میری رہنمائی کرنا تو ایسے ہی شخص کی طرف کرنا یہ مسلمانوں کے سردار ہیں تو آپ کے پاس کی ازواج میں سے زوجہ آئیں اور کہنے لگیں اے جناب آپ دیکھ رہے ہم جس پریشانی میں ہیں تو اگر آپ یہ مال قبول فرما لیتے تو ہم اس سے خوشحال ہو جاتے تو اس پر انھوں نے اس بیوی سے جواب دیا میری اور تمہاری مثال اس قوم کی جیسی ہے جن کے پاس اونٹ ہو اس کی کمائی کھاتے ہو اور جب وہ بوڑھا ہوجائے تو اسے ذبح کر کے اس کا گوشت (بھی) کھالیں تو جب ہارون نے یہ کلام سنا تو کہا اب ہم لوگ داخل ہوں قریب ہے کہ مال قبول کر لیں گے تو جب فضیل نے جانا تو نکلے اور ان سے بالا خانہ کی چھت پر بیٹھ گئے ہارون رشید آکر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ان سے بات کرتے مگر وہ کچھ جواب نہ دیتے ہم اس درمیان تھے کہ ناگاہ ایک کالی لونڈی نکلی اور اس نے کہا اے جناب آپ نے شیخ اتنی رات سے تکلیف دیا تو اب چلے جائیں اللہ آپ پر رحم کرے تو ہم لوگ چلے آئے۔ ☆

(صفۃ الصفوۃ ج ۲)